Page 1 23/06/21

M.A. Islamic Studies Sem. I paper 104
Topic: Shibli Aur Ilm-e-Kalam
By: Dr. Mumtaz Alam Razvi

شبلی اور علم کلام ۳

شبلی علم کلام کے ذریعے مغربیت کے فتنے کا مقابلہ کرنے کی طرف
متوجہ تھے انہوں نے بالعموم تو اعتزالیوں اور فکری متجددین کے
طریقے سے اجتناب کیا اور سلفی طریقے کے پیرو رہے۔ علم کلام
سے ان کے مباحث مولوی چراغ علی، سید احمد خان اور علامہ اقبال
کے مباحث سے متفاوت رہے۔ پہلے دو زیادہ تر عقلی قیاسات
اور موجودہ سائنسی علوم کے انکشافات سے اسلامی علم کلام
کو ہم آہنگ کرنے میں کوشاں رہے مگر اقبال اعتقادات
اور ایمانیات کے عملی پہلوؤں پر متوجہ رہے ہیں۔

شبلی ایک ارتقا پسند مصنف تھے اور
انہوں نے اپنی کلامی کتب کو بے حد ناقص بتایا ہے بعض دوسرے
حضرات بھی ان کی کتب کے طرح طرح کے نقائص شمار کیے ہیں مثلاً
یہ کہ کلامی کتب کا جھنجھٹ شبلی کی دیگر تصنیفات کی تخلیق
میں مخل رہا ہے ان میں اشعری عقائد کی بھرمار ہے اور ماتریدی
عقائد کی کمی ہے جو نعمانی کے شایان شان نہ تھا مگر حقیقت
یہ ہے کہ شبلی کی یہ کتب اس وقت تک اپنی اہمیت کم نہ
ہونے دیں گی جب تک ان موضوعات پر ان سے بہتر کتب عالم
وجود نہ آئیں۔ مگر "علم الکلام" اور "الکلام" میں شبلی
نے اسلام کی فکری تاریخ سے بڑا بیش بہا مباحث اور بیسیوں
مصنفین کے افکار کو حسن دل آویز، فصیح و بلیغ اور موجز
انداز میں سموئے اور اپنی مخصوص ادبی چاشنی کو قائم
رکھا اس کے اعتبار سے بھی ان کتابوں کی اہمیت
ہمیشہ باقی رہے گی۔

مصنف کو البتہ جہاں ان کتابوں کے ناقص ہونے کا احساس

page 2
23/06/21

شبلی اور علم کلام ع۳

تھا جہاں وہ مسلمانوں کو ان کے علم کلام کے ضعف و اضمحلال
کے تاریخی عوامل سے بھی آگاہ کرتے رہتے ہیں عرب اپنے زور
اور قوت سے تمام عالم پر چھا گئے لیکن جس قدر ان کے دست
و بازو قوی تھے اسی قدر دل و دماغ ضعیف تھا مذہبی علوم
سے وہ بالکل عاری تھے اور اسی وجہ سے حکومت میں مذہب کا
جو حصہ ملا ہوا تھا اس سے ان کو دست بردار ہونا پڑا وہ
نہ امامت کر سکتے تھے اس بنا پر مذہبی حکومت فقہا کے
ہاتھوں میں آ گئی۔ یا یہ حالت تھی کہ "خلق قرآن" کے مسئلہ
میں مامون الرشید نے تمام علما کو مناظرہ کی دعوت دی اور
شرط کی کہ کوئی شخص مجھ کو قائل کر دے تو میں اپنے عقیدے
سے باز آ جاؤں۔ یا یہ حالت ہوئی کہ محمود غزنوی نے جب
تحقیق حق کے لئے حنفیہ اور شافعیہ میں مناظرہ کرایا تو قفال شاشی کا
ایک عربی دان عیسائی کو طلب کرنا پڑا۔ الغرض ترکوں کا زور
بڑھتا تھا کہ علم کلام میں ضعف آ گیا۔ خیالات کی آزادی
دفعۃً رک گئی اور عقلی روشنی بالکل ماند پڑ گئی علم کلام
کے ناقص رہنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ خیالات کا
آزادی سے ظاہر کرنا ممکن نہ تھا۔ دولت عباسیہ کا آزاد پسند
ہونے کی تعریف ہم کر آئے ہیں لیکن یہ آزادی صرف حکومت تک
محدود تھی عوام کا ہر زمانے میں یہ حال رہا کہ جو باتیں ان کے فہم اور
خیال سے باہر ہوتی تھیں وہ اس کے اظہار پر جان کے دشمن ہو جاتے
تھے فقہا بھی عوام کا ساتھ دیتے تھے آزادی رائے والوں کے خلاف
اتنے کفر کے فتوے لگتے کہ ان کا جینا دشوار ہو جاتا تھا شبلی نے
مؤرخانہ انداز سے علم کلام کی تاریخ پر بحث کی ہے اور
اس فن کے ناقص رہ جانے کے اسباب بیان کیے ہیں۔